حکومت پاکستان اور آزاد جموں و کشمیر کے مابین مروجہ آئینی، مالیاتی اور انتظامی انتظامات کا جائزہ

سنٹر فار پیس ڈویلپمنٹ اینڈ ریفارمز (سی پی ڈی آر)
آزاد جموں و کشمیر

جون 2012

حکومت پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کے مابین مروجہ آئینی، مالیاتی اور انتظامی انتظامات کا جائزہ

سنٹر فار پیس ڈویلپمنٹ اینڈ ریفارمز (سی پی ڈی آر)
آزاد جموں وکشمیر،
جون 2012

سنٹر فار پیس ڈویلپمنٹ اینڈ ریفارمز (سی پی ڈی آر)
مکان نمبر 148، سیکٹر ایف 2، میر پور۔ آزاد جموں وکشمیر

اسلام آباد دفتر کا پتہ
مکان نمبر 733، سٹریٹ 82، آئی ایٹ/4
ای میل: cpdrajk@gmail.com
www.cpdr.org.pk

ISBN: 978-969-9515-50-7

اسلام آباد، جون 2012

فہرست

پیش لفظ v

سی پی ڈی آر کا تعارف viii

1 رپورٹ 1
1.1 رپورٹ کا ڈھانچہ 1
1.2 حکومت آزاد جموں و کشمیر: ایک نظریاتی ریاست 1
1.3 حکومت پاکستان کا کردار 2
1.4 آئینی حیثیت 1947 سے 1970 تک 2
1.5 1970 کا آئین 2
1.6 1974 کا آئین 2
1.7 آزاد جموں و کشمیر کونسل کی ہیئت 3
1.8 آزاد جموں و کشمیر کونسل: بنیادی کمزوریاں 3
1.9 آزاد جموں و کشمیر کونسل کی کارکردگی کا ایک جائزہ 4
1.10 خلاصہ 5
1.11 سفارشات 5
2 شرکاء کی فہرست 8
3 تصاویر 10

پیش لفظ

پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کے مابین تعلقات گذشتہ کئی دہائیوں سے مختلف نشیب وفراز سے گزرے ہیں۔ آزادی کے ابتدائی دنوں میں تو اِن تعلقات کو ادارتی اور منطقی بنانے کی کوئی جامع کوشش نہیں کی گئی تاہم بعدازاں ایک منصفانہ آئین اور گورننس کے سیٹ اپ کو حاصل کرنے کے لیے آزاد جموں وکشمیر کے عوام اور اسکی قیادت حتی المقدور کوشش کرتی رہی ہے۔ جس کے نتیجے میں انیس سو ساٹھ اور ستر کی دہائی میں کئی ایک قانونی اور آئینی انتظامات مختلف ایکٹس کے عنوان سے نافذ کئے گئے۔ یہ تمام ایکٹ صدارتی نظامِ حکومت مہیا کرتے تھے۔ 1970ء کے ایکٹ نے آزاد جموں وکشمیر اسمبلی کو قانون سازی کا مکمل اختیار دیا اور اس کے ساتھ ہی آزاد جموں وکشمیر حکومت کو موثر انتظامی اختیارات بھی دیے گئے جس نے اِسے اہم فیصلے کرنے کے قابل بنایا۔

1974ء میں آزاد جموں وکشمیر ایکٹ 1974ء کے نام سے ایک عبوری آئین متعارف کرایا گیا۔ آزاد جموں وکشمیر کے حکومتی معاملات آج تک 1974ء کے ایکٹ کے تحت ہی چلائے جا رہے ہیں۔ 1974ء کے ایکٹ نے پارلیمانی نظامِ حکومت اور آزاد جموں وکشمیر کونسل کے نام سے ایک نئے فورم کا قیام عمل میں لایا، جسے اہم قانونی اور انتظامی اختیارات سونپے گئے۔ شاید آزاد جموں وکشمیر کونسل کے قیام کا مقصد اسلام آباد اور مظفر آباد کے درمیان تعلقات کو منظّم اور بہتر کرنا تھا تاہم آزاد جموں وکشمیر میں یہ قوی تاثر پایا جاتا ہے کہ کونسل جن اہداف کو حاصل کرنے کے لیے قائم کی گئی تھی وہ ان کے حصول میں ناکام رہی ہے۔ اِس کی کارکردگی اور اختیار کی حدود بھی متنازعہ رہی ہیں۔

یہ عمومی تاثر ہے کہ کونسل کے انتظامی اختیارات منتخب حکومت کے اختیارات پر رکاوٹ کا باعث بنتے ہیں اور منتخب حکومت اہم معاملات بالخصوص مالیات، عوامی پالیسی اور سماجی واقتصادی ترقی سے متعلق اہم فیصلے کرنے سے قاصر ہے۔ حال ہی میں پاکستان میں نئی آئینی تبدیلیوں اور قومی مالیاتی کمیشن ایوارڈ کی صورت میں، جس کے تحت صوبوں کو اپنے معاملات چلانے اور وسائل میں زیادہ حصہ دیا گیا ہے، تعلقات کے تعیّنِ نو کا ایک نیا محرّک سامنے آیا ہے۔

موجودہ انتظامات خاص طور پر جن کا تعلق آزاد جموں وکشمیر کونسل کے اختیارات سے ہے پر وقتاً فوقتاً شدید تنقید ہوتی رہی ہے۔ لیکن ابھی تک ان معاملات پر کوئی ٹھوس اور قابل ذکر بحث ومباحثہ نہیں ہوا جس میں تمام اسٹیک ہولڈرز نے شرکت کی ہو۔ نہ ہی ایسی کوئی دستاویز یا مطالعہ مرتب کیا گیا ہے جس میں یہ ظاہر کیا گیا ہو کہ آزاد کشمیر کے لوگ پاکستان کے ساتھ اس وقت کس قسم کے آئینی تعلقات قائم کرنا چاہتے ہیں؟

سینٹر فار پیس، ڈیولپمنٹ اینڈ ریفارمز (CPDR)، جس کے چارٹر میں ''شرکت پر مبنی اسلوبِ حکمرانی'' اور'' تنازعات کے حل کے لیے "پرامن مکالمے" اور ان اہداف کے حصول کے لیے ایک فورم کی فراہمی' کو فروغ دینا شامل ہے، نے اس بنیادی مسئلے کو اجاگر کرنے کے لیے بحث ومباحثے کے ایک سلسلے کا آغاز کیا ہے۔

پیش لفظ

29 جنوری 2011ء کو ایک روزہ گول میز کانفرنس کا اہتمام کیا گیا جس کا موضوع تھا ''حکومت پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کے مابین مروجہ آئینی، اقتصادی اور انتظامی انتظامات کا ایک جائزہ''۔ گول میز کا مقصد موجودہ انتظامات کا جائزہ لینا اور مستقبل میں ہونے والی ممکنہ تبدیلیوں پر غور کرنا تھا۔ اس کا مقصد یہ بھی تھا کہ 1974ء کے عبوری آئینی ایکٹ میں مستقبل کے لیے آئینی ترمیم کے لیے وسیع اتفاقِ رائے پیدا کیا جائے۔

گول میز کے شرکاء کے انتخاب میں خاصی محنت کی گئی اور آزاد جموں وکشمیر کی سول سوسائٹی کے مختلف مکاتب جیسے سیاستدانوں، قانون دانوں، سابقہ اور موجودہ بیوروکریٹس، اساتذہ، دانشوروں، نجی شعبے کے نمائندوں اور عوامی رائے پر اثر انداز ہونے والے دیگر افراد کو شرکت کی دعوت دی گئی۔ سی پی ڈی آر یہ بھی چاہتی تھی کہ موضوع کے ہر پہلو پر رائے قائم کرنے کے لئے سب مکاتب فکر کو موقع دیا جائے۔ اس لیے شرکاء کا انتخاب کرتے ہوئے اُن کی کسی مخصوص نقطہ نظر سے وابستگی کو بھی ملحوظ رکھا گیا۔

گول میز کانفرنس کے شرکاء اس نتیجے پر پہنچے کہ آزاد جموں وکشمیر اور پاکستان کی حکومتوں کے درمیان موجودہ انتظامات تسلی بخش نہیں ہیں اور ان پر نظرِ ثانی کی اشد ضرورت ہے۔ ایوان کی رائے تھی کہ آزاد جموں وکشمیر کو وہ مقام نہیں دیا گیا جس کا وہ مستحق ہے۔ ایوان کا یہ متفقہ نقطہ نظر تھا کہ گورننس کے معاملات پر اسلام آباد اور مظفر آباد کے درمیان مستحکم اور منصفانہ تعلقات پاکستانی اور کشمیری عوام کے وسیع تر اور طویل المیعاد مفاد میں ہوں گے۔

مذکورہ بالا اتفاق رائے کے باوجود کانفرنس نے یہ فیصلہ کیا کہ کانفرنس کے شرکاء پر مشتمل ایک ایسی ذیلی کمیٹی تشکیل دی جائے جو ایوان کی اس رائے کو پیش نظر رکھتے ہوئے ایک رپورٹ مرتب کرے۔ چنانچہ ایک ذیلی کمیٹی تشکیل دی گئی جو درج ذیل ارکان پر مشتمل ہے:

جسٹس بشارت احمد شیخ، سابق جج آزاد جموں وکشمیر سپریم کورٹ۔
چوہدری لطیف اکبر، سیکرٹری جنرل پاکستان پیپلز پارٹی آزاد جموں وکشمیر۔
جناب عبدالرشید عباسی، جموں وکشمیر مسلم کانفرنس اور وزیر آزاد جموں وکشمیر۔
جناب عارف کمال، سابق سفیر حکومت پاکستان۔
جناب محمد سلیم بسمل، سیکرٹری حکومت آزاد جموں وکشمیر۔
جناب طارق مسعود، چیئرمین سی پی ڈی آر۔
جناب ذوالفقار عباسی، صدر سی پی ڈی آر۔
جناب ارشاد محمود، ایگزیکٹو ڈائریکٹر سی پی ڈی آر۔

کمیٹی نے متعدد تفصیلی نشستوں کے بعد گول میز کانفرنس کے شرکاء کو ایک رپورٹ پیش کی۔ شرکاء کی بڑی تعداد نے ڈرافٹ رپورٹ کی تجاویز سے اتفاق کیا۔ جو چند ایک اختلافی آراء سامنے آئیں وہ وہی تھیں جن کو گول میز کانفرنس میں بھی بیان کیا گیا تھا۔ ان اختلافی آراء کو بھی رپورٹ میں شامل کیا گیا۔ رپورٹ کو پاکستان مسلم لیگ (ن) اور جماعت اسلامی آزاد جموں وکشمیر کی اعلیٰ قیادت کے سامنے بھی پیش کیا گیا کیونکہ باوجود دعوت کے ان کے نمائندے گول میز کانفرنس میں شرکت نہیں کر سکے تھے۔

سی پی ڈی آر نے گول میز کی کارروائی کا مستند ریکارڈ رکھنے کے بھی انتظامات کیے تھے اس ریکارڈ کی مدد سے تمام شرکاء کے پیش کردہ اہم نکات کو بھی رپورٹ کا حصہ بنایا گیا۔

سی پی ڈی آر، فریڈرک نومان فاؤنڈیشن (FNF) کی مالی معاونت کے لیے شکر گزار ہے جس سے یہ گول میز کانفرنس منعقد کرنے اور یہ رپورٹ شائع کرنے میں آسانی ہوئی۔

طارق مسعود
چیئرمین سی پی ڈی آر
جون 2012ء

سی پی ڈی آر کا تعارف

سی پی ڈی آر کا تعارف

سی پی ڈی آر (CPDR) ایک غیر سرکاری، غیر سیاسی، غیر منافع بخش، مقامی سول سوسائٹی کی تنظیم ہے جس کا مقصد امن، مکالمے اور مفاہمت کے ذریعے تنازعات کا حل، معاشی اور معاشرتی ترقی اور ضروری اصلاحات کو فروغ دینا ہے۔ 2010ء میں قائم ہونے والی (CPDR) سوسائٹیز ایکٹ برائے 1860ء (ایکٹ XXI برائے 1860ء) کے تحت حکومت سے منظور شدہ ہے۔ یہ تنظیم مخصوص 'میمورنڈم آف ایسوسی ایشن' کی حامل ہے۔

سی پی ڈی آر کے مقاصد

- ☆ سول سوسائٹی کو مضبوط بنانا، اور مکالمے اور مصالحت کے ذریعے امن، شراکتی اسلوب حکمرانی، شفافیت اور اصلاحات کو فروغ دینا۔
- ☆ جمہوری اقدار، احتساب، اور انسانی حقوق کی حمایت کرتے ہوئے معاشی ترقی اور سماجی انصاف کے لیے جدوجہد جاری رکھنا۔
- ☆ اخلاقی اقدار، مُلکی ثقافت اور قوتِ برداشت، اور معاشرے کے پسماندہ اور غیر محفوظ طبقات کی طرف مناسب توجہ کو فروغ دینا۔
- ☆ خاص طور پر ریاست جموں و کشمیر کے حوالے سے تنازعات کے حل کے لیے مؤثر پلیٹ فارم مہیا کرنا۔

بورڈ آف ڈائریکٹرز

1۔ طارق مسعود، چیئرمین۔
آزاد جموں و کشمیر ہلالِ احمر کے سابق چیئرمین، آزاد جموں و کشمیر کے سابق محتسب۔
ای میل: masudt@gmail.com۔

2۔ ذوالفقار عباسی، صدر۔
سابق صدر جموں و کشمیر مشترکہ چیمبر آف کامرس اور صنعت اور اے جے کے چیمبر آف کامرس اور صنعت۔
ای میل: kohsarhydro@gmail.com۔

3۔ ارشاد محمود، صحافی و تجزیہ کار، ایگزیکٹو ڈائریکٹر۔
ای میل: ershad.mahmud@gmail.com۔

4۔ خلیل احمد قریشی، سابق وائس چانسلر اے جے کے یونیورسٹی۔

5۔ اسماعیل خان، ڈیولپمنٹ کنسلٹنٹ، گلگت بلتستان۔

6۔ گلزار فاطمہ، سیکرٹری ریڈ کریسنٹ آزاد جموں و کشمیر برانچ۔

7۔ ڈاکٹر نسیمہ سیما جوگیزئی۔ چیئرپرسن دخترانِ کشمیر اور سماجی کارکن۔

8۔ زاہد امین۔ سابق چیئرمین مظفرآباد ڈیولپمنٹ اتھارٹی۔

9۔ راجہ محمد جمیل۔ چیئرمین میرپور ڈرائی پورٹ ٹرسٹ۔

10۔ ڈاکٹر ظفر حسین ظفر۔ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجویٹ کالج برائے خواتین کھڑک، راولاکوٹ۔

1 رپورٹ

1.1 رپورٹ کا ڈھانچہ

یہ رپورٹ آزاد جموں وکشمیر کے پاکستان کے ساتھ آئینی تعلقات کے آغاز سے شروع ہوتی ہے اور حکومت پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کی حکومتوں کے درمیان موجودہ انتظامات کا گہرا تجزیہ پیش کرتی ہے۔ پھر گول میز کانفرنس میں کئے گئے فیصلوں کی بنیاد پر ایسی سفارشات پیش کرتی جو دونوں حکومتوں کے باہمی تعلقات کا از سرِنو تعین کرے۔ اصل انگریزی رپورٹ کانفرنس کی مکمل رائیداری کا خلاصہ پیش کرتی ہے۔

1.2 آزاد جموں وکشمیر: نظریاتی حکومت

جموں وکشمیر کی موجودہ آئینی حیثیت کی جڑیں اس کی مخصوص تاریخ میں ملتی ہیں۔ 1947ء سے پہلے یہ تاج برطانیہ کی فرمانروائی میں ہندو مہاراجہ کے ماتحت ایک خودمختار ریاست تھی، لیکن اس کی آبادی کی اکثریت مسلمانوں پر مشتمل تھی۔ برطانوی حکومت کا خاتمہ 15 اگست 1947ء کو اس وقت ہوا جب برصغیر سے برطانیہ کی رسمی طاقت کا خاتمہ ہوا۔ مہاراجہ نے پاکستان یا بھارت سے الحاق کے فیصلے میں تاخیر کی، جس کے سبب ریاست کے اندر اور باہر تناؤ پیدا ہوا۔ اکتوبر 1947ء میں ایک انقلابی حکومت قائم کی گئی جس نے اعلان کیا کہ آزاد جموں وکشمیر میں آئینی حکومت قائم کر کے مہاراجہ کی حکومت کا خاتمہ کر دیا گیا ہے۔ مہاراجہ کی فوج کے مسلمانوں نے بغاوت کر دی اور وہ سابق فوجیوں اور رضاکاروں کی جمعیت میں شامل ہو گئے۔ جنہوں نے مسلح جدوجہد کے ذریعے ریاست کے ایک حصہ پر اپنا کنٹرول قائم کر لیا۔ اس علاقے میں آزاد حکومت ریاست جموں وکشمیر قائم کی گئی۔ جو جموں وکشمیر حکومت کی جانشین بنی۔ اقوامِ متحدہ کے کمیشن برائے بھارت و پاکستان (UNCIP) نے اپنی 13 اگست 1948ء کی قرارداد میں کہا کہ آزاد جموں وکشمیر کے علاقے کا انتظام کمیشن کی سکیورٹی کے زیرِ سایہ مقامی انتظامیہ کے ہاتھ میں ہوگا۔

اپنی متنازعہ حیثیت کے باعث یہ علاقہ پاکستان کا حصہ نہ بن سکا۔ آئین کے مطابق حکومتِ پاکستان اس بات کی مجاز نہیں ہے کہ وہ آزاد جموں وکشمیر کے اندرونی انتظامی معاملات کنٹرول کرے۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 257 میں درج ہے کہ الحاق کے بعد پاکستان اور جموں وکشمیر کی ریاست کے درمیان تعلقات خطے کے عوام کی امنگوں کے مطابق طے پائیں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ آزاد جموں وکشمیر میں ایسی حکومت ہونی چاہئے جو خودمختار ہو، کم ازکم اندرونی طور پر۔

1.3 حکومتِ پاکستان کا کردار

آزاد جموں وکشمیر کے قیام کے بعد سے اب تک اس خطے میں پاکستان کا نہایت مؤثر عمل دخل رہا ہے۔ یہ دفاع، سکیورٹی، کرنسی، اور خارجہ امور کو کنٹرول کرتا ہے۔ آزاد جموں وکشمیر کے کلیدی عہدوں پر تعینات افسران کی نامزدگی حکومتِ پاکستان کی جانب سے کی جاتی ہے۔ یہ آفیسر چیف سیکرٹری، انسپکٹر جنرل آف پولیس، فنانس سیکرٹری، سیکرٹری داخلہ، سیکرٹری صحت، اکاؤنٹنٹ جنرل اور (عموماً) ایڈیشنل چیف سیکرٹری (ڈولپمنٹ) ہوتے ہیں۔ "یہ لنٹ افسران" کے نام سے موسوم ہیں اور ان کی تعیناتی، واپسی اور انضباتی امور پر آزاد جموں وکشمیر کی حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں ہوتا۔ اس طرح وہ آزاد جموں وکشمیر کی حکومت کے اختیارات پر چیک رکھتے ہیں۔ لنٹ افسران کا نظام مستقل بن چکا ہے اور اس نظام کو تبدیل کرنے کی کوششیں کبھی کامیاب نہیں ہوئیں۔ اس طرح سے حکومت پاکستان کی حکومت آزاد جموں وکشمیر پر ہمیشہ سے ایک واضح گرفت برقرار رہی۔

1.4 آئینی حیثیت 1947-70ء تک

اکتوبر 1947ء سے یکم دسمبر 1948ء تک ابتداءاً میں مقامی رضا کاروں کے ذریعے اور بعد میں پاکستان سے پیرا ملٹری گروپس اور فوج کے ذریعے بھارت کے خلاف آزادی کی جنگ لڑی جاتی رہی۔ حکومت آزاد جموں وکشمیر کی عملداری کا سوال جنگ آزادی کے مقابلے میں ثانوی حیثیت رکھتا تھا چنانچہ اس طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ تاہم ایک حکومت وجود میں رہی جس کے تحت عدالتی اور انتظامی نظام قائم کیا گیا۔ تفصیل میں جائے بغیر یہ کہا جا سکتا ہے کہ مظفرآباد میں ایک ایسی حکومت قائم تھی جس کا قیام اور رخصتی حکومت پاکستان کی مرہونِ منّت تھی۔ اس نظام کے تحت آزاد جموں وکشمیر کے عوام کو چند سیاسی حقوق حاصل تھے۔ یہ نظامِ حکومت صدارتی تھا؛ جبکہ گورنمنٹ ایکٹ 1960ء نے جمہوریت کی ایک جھلک پیش کی لیکن اس میں کشمیریوں کا حقِ حکمرانی شامل نہیں تھا اور اسے جلد ہی منسوخ کر دیا گیا۔

1.5 1970ء کا آئین

1970ء میں آزاد جموں وکشمیر کو عوام کے ذریعے براہِ راست منتخب ہونے والی اسمبلی اور حکومت فراہم کی گئی۔ آزاد جموں وکشمیر کو عملی طور پر وہ اختیارات دیے گئے جو گزشتہ دو دہائیوں میں اسے نہیں ملے تھے۔ آزاد جموں وکشمیر ایکٹ 1970ء، آزاد جموں وکشمیر کے آئین کی حیثیت سے لاگو رہا۔ اس کے مطابق آزاد جموں وکشمیر اور پاکستان میں موجود کشمیریوں کا ایک منتخب صدر ہوتا تھا۔ اس نے آزاد کشمیر اسمبلی کو اتنا با اختیار بنا دیا کہ وہ اس ایکٹ میں بھی ترمیم کر سکتی تھی۔ تمام انتظامی اختیارات صدر کے پاس تھے جس کو تین وزراء پر مشتمل مختصر سی کابینہ کی معاونت حاصل تھی۔ آزاد جموں وکشمیر کے دفاع، سکیورٹی، کرنسی اور خارجہ امور کے علاوہ جملہ قانون سازی کا اختیار آزاد جموں وکشمیر اسمبلی کو سونپا گیا۔ 1971ء میں اسمبلی نے اس ایکٹ میں ترمیم کی (حکومتِ پاکستان سے پیشگی اجازت لیے بغیر) اور عوام کو بنیادی حقوق دیے اور ہائی کورٹ کی عملداری قائم کی۔ ایک اعلیٰ ترین عدالت بھی قائم کی گئی جس میں ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف اپیل کی جا سکتی تھی۔ اعلیٰ عدالت کے ججوں کی تقرری کا اختیار آزاد جموں وکشمیر کے صدر کو دیا گیا۔ یہ قابلِ ذکر ہے کہ تجارت بین اقوامی اور بیرونی امداد کے لیے قانون سازی اور انتظامی اختیارات بھی آزاد جموں وکشمیر کی حکومت کو حاصل تھے۔

ایکٹ 1970ء نے آزاد کشمیر کو اندرونی خود مختاری کی نئی بلندی فراہم کی تھی۔

1.6 1974ء کا آئین

1974ء میں منتخب قانون ساز اسمبلی نے 1970ء کے ایکٹ کو منسوخ کر دیا اور آزاد جموں وکشمیر عبوری ایکٹ 1974ء نافذ کیا۔ حکومتِ پاکستان نے UNCIP کی قرارداد کے مطابق اپنی ذمہ داری نبھاتے ہوئے 1970ء کے ایکٹ کی منسوخی اور نئے ایکٹ کے نفاذ کو منظور کیا۔ نئے ایکٹ کا ڈرافٹ

حکومت پاکستان کے دفاتر میں تیار ہوا تھا۔ آزاد جموں وکشمیر کے صدر کی سربراہی میں برسراقتدار جماعت اور دوسری بڑی جماعتوں نے اس ایکٹ کو منظور کیا۔ نتیجے میں آزاد جموں وکشمیر اسمبلی نے آزاد جموں وکشمیر عبوری ایکٹ 1974ء منظور کر لیا۔ جس نے پارلیمانی نظامِ حکومت متعارف کروایا اور آزاد جموں وکشمیر کی حکومت کے اختیارات خاصے محدود کر دیئے گئے۔

1.7 آزاد جموں وکشمیر کونسل کی ہیئت

1974ء کے ایکٹ نے قانون سازی اور انتظامی امور کی انجام دہی کے لیے ایک نیا ادارہ تخلیق کیا جو آزاد جموں وکشمیر کونسل کہلاتا ہے۔ اس کا سربراہ پاکستان کا وزیرِ اعظم ہوتا ہے۔ اس نئے قانون کے تحت 52 شعبوں میں اختیارات آزاد جموں وکشمیر کی حکومت سے لے کر آزاد جموں وکشمیر کونسل کو منتقل کر دیے گئے جن میں ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ کے ججوں کی تقرری جیسے اہم اختیارات بھی شامل ہیں اور ان میں بجلی اور پانی سے بجلی پیدا کرنے کے اختیارات، سیاحت، آبادی کی منصوبہ بندی، بینکنگ، انشورنس، سٹاک ایکسچینج اور مستقبل کی منڈیاں، تجارتی ادارے، ٹیلی مواصلات، معاشی ربط کے لیے منصوبہ بندی، ہائی ویز، کان کنی، تیل وگیس، صنعتوں کی ترقی اور اخبارات کی اشاعت کا اجازت نامہ وغیرہ شامل ہیں۔ آزاد جموں وکشمیر حکومت کی آمدنی کے بڑے ذرائع مثلاً انکم ٹیکس اور دیگر ٹیکس جمع کرنے کے اختیارات بھی آزاد جموں وکشمیر کونسل کو منتقل کر دیے گئے۔ یوں کونسل کا اثر ورسوخ آزاد جموں وکشمیر کے اقتصادی شعبہ میں بھی قائم ہو گیا۔ اس کے علاوہ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججوں، چیف الیکشن کمشنر اور آڈیٹر جنرل کی تقرری کے اختیارات بھی آزاد جموں وکشمیر حکومت سے لے کر آزاد جموں وکشمیر کونسل کے چیئرمین کو دے دیے گئے۔ ایکٹ 1974ء کے سیکشن 21 کے مطابق جو بھی پاکستان کا وزیرِ اعظم یا چیف ایگزیکٹو ہوگا، وہ آزاد جموں وکشمیر کونسل کا چیئرمین ہوگا۔ کونسل کے تمام انتظامی اختیارات چیئرمین کو سونپ دیے گئے ہیں۔ یوں 52 شعبوں کے انتظامی اور اعلیٰ عہدوں پر تقرری کے اختیارات عملاً حکومتِ پاکستان کو منتقل ہو چکے ہیں۔ اس لئے آزاد جموں وکشمیر کی اندرونی خودمختاری یا حیثیت محدود ہو چکی ہے۔

1.8 آزاد جموں وکشمیر کونسل: بنیادی کمزوریاں

آزاد جموں وکشمیر کونسل کی ہیئت میں کچھ بنیادی نوعیت کے نقائص ہیں۔ تیسرے شیڈول کے مطابق 52 شعبوں کے انتظامی اختیارات اور سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججوں، چیف الیکشن کمیشن، آڈیٹر جنرل وغیرہ کی تقرری اور معزولی کے اختیارات چیئرمین کشمیر کونسل کے پاس ہیں۔ ان معاملات میں آزاد جموں وکشمیر کے اراکین (منتخب اور نامزد) کا کوئی کردار نہیں ہے۔ چیئرمین کونسل کو نہ تو آزاد کشمیر کے عوام منتخب کرتے ہیں اور نہ ہی وہ آزاد کشمیر کے عوام اور منتخب نمائندوں کو جوابدہ ہیں۔ چنانچہ اس نظام میں ایک طرف ان معاملات میں جو آزاد کشمیر کے دائرہ اختیار میں ہیں پر انتظامی اختیار منتخب کابینہ کے پاس ہے جو اسمبلی اور آزاد جموں وکشمیر کے عوام کو جوابدہ ہے۔ دوسری طرف وہ اہم معاملات جو کونسل کے سپرد ہیں ان کے لیے وہ آزاد کشمیر کے عوام کو جوابدہ نہیں ہیں۔ یہ نظام جمہوری اقدار سے مطابقت نہیں رکھتا ہے۔ یہ آزاد جموں کشمیر کے عوام کے سیاسی حقوق سے انکار کے مترادف ہے۔

آزاد جموں وکشمیر کونسل میں پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کو الگ الگ نمائندگی دی گئی ہے۔ ایک جانب پاکستان کا وزیرِ اعظم/چیف ایگزیکٹو اور چھ وزراء/اراکین پارلیمنٹ ہیں جنہیں چیئرمین نامزد کرتا ہے۔ آزاد جموں وکشمیر کی جانب سے صدر اور وزیرِ اعظم کے علاوہ چھ رکن ہوتے ہیں جنہیں آزاد جموں و کشمیر اسمبلی منتخب کرتی ہے۔ یہ ادارہ آزاد جموں وکشمیر کے لیے قانون سازی کرتا اور ٹیکس عائد کرتا ہے۔ کونسل کا جھکاؤ ہمیشہ حکومتِ پاکستان کی طرف ہوتا ہے کیونکہ چیئرمین اور چھ وزراؤں/اراکین پارلیمنٹ کا تعلق ایک ہی سیاسی جماعت/ گروہ سے ہوتا ہے، اور اسی لیے وہ کونسل میں زیادہ متحد ہوتے

ہیں، جبکہ اس کے برعکس آزاد کشمیر کے چھ منتخب ارکان کا تعلق دو یا تین مختلف جماعتوں سے ہوتا ہے۔ عملی طور پر حکومتِ پاکستان کے واضح عمل دخل سے ان منتخب ارکان کی اثر پذیری کم ہو جاتی ہے۔ منتخب ارکان آزاد جموں و کشمیر کونسل میں قانون سازی اور ٹیکسز کے نفاذ کے لیے زیادہ مؤثر کردار ادا نہیں کر پاتے۔

1.9 آزاد جموں و کشمیر کونسل کی کارکردگی کا ایک جائزہ

آزاد جموں و کشمیر کونسل کی کارکردگی کا تاریخی جائزہ یہ باور کراتا ہے کہ وہ کبھی بھی آزاد جموں و کشمیر کے عوام کی امنگوں پر پورا نہیں اتری۔ اس کی درج ذیل وجوہات ہیں:

1۔ بنک کاری، تجارتی کارپوریشنیں، معاشی تعاون کے لیے منصوبہ بندی، صنعتوں کی ترقی، پانی سے توانائی کی پیداوار، اور انشورنس، کونسل کے دائرہ کار میں آتے ہیں، لیکن کونسل نے کبھی بھی ان شعبوں کو ترقی دینے پر توجہ نہیں دی۔ نتیجتاً ان انتہائی اہم شعبوں کی ترقی رکی رہی ہے۔

2۔ سیاحت، بجلی اور ٹیلی فون کونسل کے دائرہ کار میں آتے ہیں لیکن گزشتہ چھتیس برسوں میں کونسل نے کبھی متعلقہ اداروں کو نہیں سنبھالا۔ یہ آئین کی خلاف ورزی ہے۔

3۔ یہ آئینی تقاضا ہے کہ کونسل کا بجٹ ہر سال 30 جون سے قبل منظور ہو۔ تاہم عموماً یہ اس تاریخ کے پانچ چھ ماہ بعد منظور ہوتا ہے۔ چنانچہ غیر قانونی اخراجات مہینوں جاری رہتے ہیں جو آئین کی تضحیک کا باعث بنتے ہیں۔

4۔ سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججوں کی نشستیں پُر کرنا کونسل کی ذمہ داری ہے لیکن یہ نشستیں طویل عرصے تک بلکہ بسا اوقات برسوں خالی رہتی ہیں۔ حال ہی میں ہائی کورٹ عملاً چودہ ماہ (دسمبر 2009ء سے فروری 2011ء تک) غیر فعال رہی کیوں کہ صرف چیف جسٹس ہی ادارے کو سنبھالے ہوئے تھا۔ اس عرصے میں کوئی جج تعینات نہیں کیا گیا تھا۔ چنانچہ انصاف کے دروازے عملاً بند رہے۔ ہزاروں کیس تاخیر کا شکار رہے۔ سپریم کورٹ میں دو میں سے ایک جج کی نشست آٹھ ماہ تک خالی رہی۔

5۔ یہ صورتحال نئی نہیں ہے۔ 1980ء میں سپریم کورٹ کے چیف جسٹس کو خلاف ضابطہ ہٹا دیا گیا اور ایک قائم مقام جج کی تعیناتی کر دی گئی۔ دو سال تک کوئی جج مقرر نہیں کیا گیا۔ اس عرصے میں سپریم کورٹ غیر فعال رہی۔ جسٹس راجہ محمد خورشید کو سات برس تک قائم مقام چیف جسٹس رکھا گیا۔ حال ہی میں ہائی کورٹ کے جج جسٹس نواز خان کو چار سال کے لیے قائم مقام چیف جسٹس رکھا گیا۔ جسٹس سردار محمد اشرف نے اپنی تین سال کی مدت پوری کر لی، لیکن کونسل نے دو سال تک ان کے جانشین کو نامزد نہیں کیا۔ یہ واضح رہے کہ اس عرصہ میں جسٹس اشرف نے ہی یہ عہدہ سنبھالے رکھا۔

6۔ کونسل نے چند ایسے اہم فیصلے کیے جن کے اثرات آزاد جموں و کشمیر کے پاکستان کے ساتھ جزوی ادغام کے مترادف ہیں۔ یہ چند اقدامات درج ذیل ہیں:

i۔ آزاد جموں و کشمیر کونسل نے بنکنگ کورٹس اور بنکنگ ٹربیونلز، جو پنجاب میں کام کر رہے تھے، کو آزاد جموں و کشمیر کے کیسوں کی سماعت کے لیے اختیار دیا۔ نتیجتاً جن مقدموں کی پیروی آزاد جموں و کشمیر میں ہوتی تھی، وہ پنجاب میں منتقل ہو گئی۔

ii۔ ایسے ہی چند اقدامات دوسرے اداروں کے حوالے سے بھی کیے گئے۔ مثال کے طور پر اولڈ ایج بینیفٹ کا ادارہ، جو جہلم (پنجاب) میں واقع تھا، اسے میرپور کے معاملات دیکھنے کا اختیار دیا گیا۔ اس نے میرپور کے تجارتی معاملات سے متعلق نوٹس جاری کیے۔

iii۔ یہ آئینی تقاضا (سیکشن 21) ہے کہ حکومتِ پاکستان سے ایک وزیر اور آزاد جموں وکشمیر سے (زیادہ سے زیادہ تین) مشیر کونسل سیکریٹریٹ کے انچارج ہوں گے۔ اس اہتمام کی مستقلاً خلاف ورزی کی جاتی رہی ہے۔ مشیروں کی نشستیں مہینوں بلکہ برسوں خالی رکھی جاتی ہیں، اور اس طرح آزاد جموں وکشمیر نمائندگی سے محروم رہتا ہے۔ جب مشیروں کو تعینات کیا جاتا ہے تو انھیں اہم عہدے نہیں دیے جاتے۔ وزیرِ امور کشمیر اور گلگت بلتستان ہی حقیقی اختیارات کا مالک ہوتا ہے۔ چنانچہ آزاد جموں وکشمیر کونسل میں آزاد جموں وکشمیر کے باشندوں کا کوئی مؤثر کردار نہیں ہوتا۔

iv۔ کونسل کا سیکریٹریٹ اسلام آباد میں واقع ہے۔ کونسل کا کوئی علاقائی دفتر حتّٰی کہ کوئی ریسٹ ہاؤس بھی آزاد جموں وکشمیر میں نہیں ہے۔ سیکریٹری آف کشمیر افیئر ڈویژن بلحاظِ عہدہ کونسل کا سیکریٹری ہوتا ہے۔ اسکے سیکریٹریٹ میں بمشکل ہی کوئی افسر آزاد جموں وکشمیر سے ہوتا ہے۔

v۔ فیڈرل پبلک سروس کمیشن آف پاکستان، آزاد جموں وکشمیر کونسل کے پبلک سروس کمیشن کے طور پر خدمات سرانجام دیتا ہے۔

vi۔ حکومت پاکستان کے بورڈ آف ریوینو کے افسروں کا آزاد جموں وکشمیر کے انکم ٹیکس ڈیپارٹمنٹ میں تبادلہ کیا جاتا ہے جو ماضی میں آزاد جموں کشمیر کے افسروں میں سے کیا جاتا تھا۔ جونیئر گریڈ کے افسروں کو آزاد جموں وکشمیر کے سینئر افسروں سے بالا عہدوں پر فائز کیا جاتا رہا ہے۔

vii۔ کونسل کے کیسز کی سماعت کے لیے قائمہ کونسل لاہور میں ہے۔ اسی طرح جب کونسل کو قانون دانوں کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ آزاد کشمیر سے نہیں لیے جاتے، بلکہ آزاد جموں وکشمیر کے باہر سے فراہم کیے جاتے ہیں۔

viii۔ کونسل نے پاکستان کے وفاقی قوانین کو اس طرح اختیار کیا ہے کہ جب کبھی پاکستان میں کسی قانون میں ترمیم ہو تو وہ از خود آزاد کشمیر میں بھی نافذ ہو جاتی ہے۔ کشمیر کونسل کی قانون سازی کا یہ طریقہ کار آزاد جموں وکشمیر کی آئینی اور قانونی حیثیت قطعی طور پر نظرانداز کر دینے کے مترادف ہے۔

1.10 خلاصہ

درج بالا صورت حال یہ واضح کرتی ہے کہ آزاد جموں وکشمیر کونسل کو دیئے گئے، قانون سازی، انتظامی امور اور ٹیکس عائد کرنے کے جملہ اختیارات غیر منصفانہ اور بلا جواز ہیں۔ یہ آزاد جموں وکشمیر کی Autonomy اور Status کو مجروع کرتے ہیں اور ان سے آزاد جموں وکشمیر کے عوام کے سیاسی حقوق پر گہری چوٹ لگتی ہے۔

1.11 سفارشات

اس امر کی سخت ضرورت محسوس کی جاتی ہے کہ آزاد جموں وکشمیر کی آئینی حیثیت پر ایک سنجیدہ بحث کا آغاز کیا جائے۔ اس میں سول سوسائٹی کے تمام طبقوں کو شامل کیا جانا چاہئے، اور ایک وسیع تر اتفاقِ رائے قائم کرنا چاہئے تا کہ آزاد جموں وکشمیر کے عوام کی امنگوں کے مطابق آئین میں ترامیم متعارف کروا کے گورننس میں بنیادی تبدیلی ممکن بنائی جائے۔

اس تناظر میں درج ذیل تجاویز پیش کی جا رہی ہیں تا کہ گورننس کو بہتر بنایا جا سکے اور آزاد جموں وکشمیر کی حکومت کو زیادہ جمہوری، مؤثر اور Autonomous بنایا جا سکے۔

آزاد جموں وکشمیر کونسل

1.11.1۔ آزاد جموں وکشمیر کونسل اس لئے قائم رہے تاکہ وہ ایکٹ 1974ء کی سیکشن (3) 31 میں بیان کیے گئے معاملات میں حکومتِ پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر حکومت کے درمیان رابطے کا فریضہ سرانجام دے۔ان میں United Nations Commission for India and Pakistan (UNCIP) کی قرارداد میں بیان کی گئی دفاع اور اندرونی سلامتی، کرنسی، خارجہ امور، اور بیرونی تجارت کی ذمہ داریاں شامل ہیں۔

1.11.2۔ آزاد جموں وکشمیر کونسل کو وزیرِاعظم پاکستان، پاکستان کے قائدِ حزبِ اختلاف اور حکومتِ پاکستان کے تین وزراوں پر مشتمل ہونا چاہیے۔آزاد جموں وکشمیر سے آزاد جموں وکشمیر کے وزیرِاعظم، آزاد جموں وکشمیر کے قائدِ حزبِ اختلاف اور آزاد جموں وکشمیر اسمبلی سے تین منتخب ارکان لئے جانے چاہئیں۔

1.11.3۔ انتظامیہ اور قانون سازی کے تمام اختیارات آزاد جموں وکشمیر حکومت اور اسمبلی کو واپس کیے جانے چاہئیں۔ چونکہ یہ صرف حکومتِ پاکستان کی منظوری سے ہی کیا جاسکتا ہے (ایکٹ 1974ء کا سیکشن 33)، حکومتِ پاکستان کو آزاد جموں وکشمیر کے عوام کے سیاسی حقوق کی خاطر اس پر رضامند ہونا چاہیے۔

عدالتی اصلاحات

1.11.4۔ آزاد جموں وکشمیر حکومت کو سپریم کورٹ اور ہائی کورٹ کے ججوں کی تعیناتی کا اختیار واپس کرتے ہوئے ایک مناسب اداراتی طریقہ کار کا ہونا ضروری ہے۔اس مقصد کے لئے ایک جوڈیشل کمیشن قائم کیا جاسکتا ہے جیسا کہ پاکستان کے آئین میں اٹھارھویں اور انیسویں ترامیم کے ذریعے کیا گیا۔

الیکشن کمیشن

1.11.5۔ شفاف اور غیر جانبدارانہ انتخابات کو یقینی بنانے کے لیے ایک خودمختار الیکشن کمیشن کا قیام ضروری ہے۔

1.11.6۔ چیف الیکشن کمیشن کی تقرری حکومتی اور حزبِ اختلاف کے بنچوں کے اراکین پر مشتمل پارلیمانی کمیٹی کی سفارشات کی روشنی میں ہونی چاہیے۔

دیگر اہم معاملات

مندرجہ ذیل اہم معاملات بھی کمیٹی کے زیرِ غور آئے۔

1.11.7۔ مہاجرین کی نشستوں پر انتخاب

دوسرے اہم مسائل میں سے ایک مسئلہ پاکستان میں مقیم مہاجرین جموں کشمیر کی آزاد کشمیر اسمبلی میں نمائندگی کا ہے۔ پاکستان بھر سے آزاد جموں وکشمیر اسمبلی کے لئے انتخاب کا موجودہ طریقہ کار انتہائی ناقص ہے۔اس میں بہت سی مشکلات اور غیر ضروری اخراجات شامل ہیں۔ انتخابی حلقے غیر حقیقت پسندانہ، بے مقصد اور بہت بڑے ہیں۔ تجربے سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ انتخابات غیر شفاف اور ذاتی مفادات پر مبنی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی بھی غیر ریاستی شہری کا انتخابی فہرست میں شامل ہونا مشکل نہیں ہے۔آزاد جموں وکشمیر الیکشن کمیشن کا پاکستان کے صوبوں کی انتظامیہ پر کوئی اختیار نہیں ہے، اس لیے آزاد اور غیر جانبدارانہ انتخابات کا انعقاد یقینی نہیں بنایا جاسکتا۔

1.11.8۔ مذکورہ بالا رائج نظام ختم ہونا چاہیے۔ مقبوضہ جموں وکشمیر سے آنے والے مہاجروں کی نمائندگی، آزاد جموں وکشمیر اسمبلی کے اراکین کے ذریعے انتخابات میں متناسب نمائندگی کی بنیاد پر کی جاسکتی ہے۔ اس کے لیے وہ طریقہ کار اختیار کرنا پڑے گا جس کا ذکر پاکستان کے آئین کی شق 51 میں موجود ہے (جس کے مطابق سیاسی جماعتوں کو امیدواروں کی فہرست انتخابات سے قبل فراہم کرنا ہوتی ہے۔) امیدوار کے پاس ریاستی شہریت کا سرٹیفیکٹ لازمی ہونا چاہئے۔ پاکستان بھر میں اس مقصد کے لئے انتخابی فہرستوں کی تیاری ختم کر دی جانی چاہئے۔ تاہم اس مقصد کے لئے عوامی مباحثہ جاری رہنا چاہئے تا کہ موجودہ نظام کو بدلنے کے لیے مستقبل میں ایک وسیع تر اتفاقِ رائے ابھر سکے۔ مجوزہ نظام کو 2011ء کے انتخابات کے بعد متعارف کرایا جاسکتا ہے۔

کابینہ کی تعداد

1.11.9۔ آزاد جموں وکشمیر کے آئین میں وزرا کی تعداد کو محدود کرنے کی شق شامل کی جانی چاہئے۔ وزراوں کی تعداد آزاد جموں وکشمیر کی قانون ساز اسمبلی کے اراکین کی تعداد کے لحاظ سے ایک مقرر شرح کے مطابق ہونی چاہئے۔ مزید برآں وزیر کے عہدے کے برابر مشیروں کی تعداد دو سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے۔

صدر اور وزیرِ اعظم کے اختیارات

1.11.10۔ صدر کو وزیرِ اعظم / کابینہ کے مشورے پر پندرہ دن کے اندر عمل کرنے کا پابند ہونا چاہئے۔ اور اگر ایسا نہ ہو سکے تو اس سے مراد یہ لی جائے کہ صدر نے مشورے سے اتفاق کیا ہے۔

1.11.11۔ صدر ایسے کسی مشورے کو نظر ثانی کے لئے وزیرِ اعظم / کابینہ کو واپس بھجوا سکتا ہے۔ تاہم جب ایسا کوئی مشورہ صدر کو ترمیم کے ساتھ یا ترمیم کے بغیر دوبارہ بھیجا جائے تو شماریہ 1.11.10 بالا میں بیان کردہ صورت کا اطلاق ہونا چاہئے۔

ڈیپوٹیشن پالیسی

1.11.12۔ حکومت پاکستان کے افسران کی آزاد جموں وکشمیر میں تعیناتی اور آزاد کشمیر کے افسران کی پاکستان میں تعیناتی باہمی رضامندی کی بنیاد پر ہو جیسا کہ دونوں حکومتوں کی ڈیپوٹیشن پالیسی میں پہلے سے طے ہے۔ ڈیپوٹیشن پر متعین افسران اپنے عرصہ تعیناتی کے دوران borrowing حکومت کے سروس قوانین کے ماتحت ہونے چاہیں۔

غیر ملکی سرمایہ کاری اور ترقیاتی امداد

1.11.13۔ غیر ملکی سرمایہ کاری، مالیاتی اور ترقیاتی امداد جیسے شعبوں کو پاکستان اور آزاد جموں وکشمیر کی حکومتوں کے مساوی دائرہ اختیار (concurrent jurisdiction) میں لانا چاہئے۔ دونوں حکومتیں مل کر آزاد جموں وکشمیر کی سماجی ومعاشی ترقی کے لیے قدرتی وسائل کو تلاش اور استعمال کر سکتی ہیں، خاص طور پر پانی سے بجلی کی پیداوار، پانی کے وسائل کے نظم ونسق، معدنی وسائل اور انفراسٹرکچر کی ترقی کے شعبوں میں۔

شرکاء کی فہرست

1. ارشاد محمود، ایگزیکٹو ڈائریکٹر، سی پی ڈی آر
2. اویس بن وصی، ریسرچ سکالر، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی سٹڈیز، اسلام آباد۔
3. اے آر صدیقی، سابق چیف سیکرٹری، حکومت آزاد جموں و کشمیر۔
4. بشارت احمد شیخ، سابق جج، آزاد جموں و کشمیر سپریم کورٹ۔
5. تنویر لطیف، سابق ڈائریکٹر تعلیم، حکومت آزاد جموں و کشمیر
6. چوہدری، لطیف اکبر، سیکرٹری جنرل، پاکستان پیپلز پارٹی، آزاد جموں و کشمیر۔
7. خلیل احمد قریشی، سابق وائس چانسلر، آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی
8. ڈاکٹر حبیب الرحمٰن، وائس چانسلر، آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی۔
9. ڈاکٹر شاہین اختر، سینئر ریسرچ فیلو، انسٹی آف ریجنل سٹڈیز، اسلام آباد۔
10. ڈاکٹر ظفر حسین ظفر، ایسوسی ایٹ پروفیسر، گورنمنٹ پوسٹ گریجوایٹ کالج فار گرلز، راولاکوٹ۔
11. ذوالفقار عباسی، صدر سی پی ڈی آر، سابقہ صدر آزاد جموں و کشمیر چیمبر آف کامرس اینڈ انڈسٹریز
12. راجہ محمد یاسین، سابق وزیر اور رہنما مسلم کانفرنس۔
13. زاہد امین، چیئرمین مظفرآباد ڈویلپمنٹ اتھارٹی
14. سردار خالد ابراہیم خان، صدر جموں و کشمیر پیپلز پارٹی۔
15. شریف حسین بخاری، سابقہ جج، پنجاب ہائی کورٹ۔
16. عارف کمال، سابق سفیر پاکستان۔
17. عبدالحمید خان ایڈووکیٹ، جموں و کشمیر پیپلز پارٹی۔
18. عبدالرشید عباسی، وزیر برائے حکومت آزاد جموں و کشمیر، آل جموں اینڈ کشمیر مسلم کانفرنس۔
19. عدنان رحمان، لیکچرر لاء ڈیپارٹمنٹ، آزاد جموں و کشمیر یونیورسٹی۔

20. محمد اکرم سہیل، ڈائریکٹر جنرل، ڈیزاسٹر مینجمنٹ اتھارٹی، حکومت آزاد جموں وکشمیر۔
21. محمد انور خان، میجر جنرل (ریٹائرڈ)، سابق صدر آزاد جموں وکشمیر۔
22. محمد سلیم بسمل، سیکرٹری حکومت آزاد جموں وکشمیر۔
23. محمد نواز خان ، سابق چیف جسٹس، آزاد جموں وکشمیر ہائی کورٹ۔
24. ملک عبدالمجید، سابق چیف جسٹس، آزاد جموں وکشمیر ہائی کورٹ، صدر آزاد جموں وکشمیر لبریشن لیگ۔
25. منظور حسین گیلانی، سابق چیف جسٹس، آزاد جموں وکشمیر سپریم کورٹ۔
26. طارق مسعود، چیئرمین سی پی ڈی آر۔
27. گلزار فاطمہ سابق رکن، آزاد جموں وکشمیر قانون ساز اسمبلی، رہنما پاکستان پیپلز پارٹی، آزاد جموں وکشمیر۔
28. وقاص علی کوثر، لیکچرر، نمل یونیورسٹی، اسلام آباد۔

تصاویر

بائیں سے دائیں: میجر جنرل (ریٹائرڈ) محمد انور خان، معید پیرزادہ، طارق مسعود، جسٹس بشارت شیخ، جسٹس عبدالمجید ملک، چودھری منیر ایڈووکیٹ، عبدالرشید عباسی، چوہدری لطیف اکبر، خلیل احمد قریشی، جسٹس منظور حسین گیلانی، تنویر لطیف، گلزار فاطمہ، ڈاکٹر شاہین اختر، عارف کمال، پروفیسر ڈاکٹر حبیب الرحمان، محمد اکرم سہیل، زاہد امین، محمد سلیم بسمل، عدنان رحمان، اویس وصی، ڈاکٹر ظفر حسین ظفر، ارشاد محمود، ذوالفقار عباسی، شیخ مسعود اور وقاص علی کوثر

بائیں سے دائیں: ذوالفقار عباسی، معید پیرزادہ، طارق مسعود اور ارشاد محمود

گول میز کانفرنس کا ایک منظر

گول میز کانفرنس کا ایک منظر

گول میز کانفرنس کا ایک منظر

سنٹر فار پیس ڈویلپمنٹ اینڈ ریفارمز (سی پی ڈی آر)

House 148, Sector F-2, Mirpur, Azad Jammu and Kashmir
Islamabad office: House 733, Street 82, Sector I-8/4
E-mail: cpdrajk@gmail.com
www.cpdr.org.pk